مرثیہ ۱۲

آتا ہے سر امام کا بزم یزید میں
محشر بپا ہے آلِ رسولؐ مجید میں
سامانِ رقص و عیش ہے قصرِ پلید میں
سینہ زنی ہے عترتِ شاہِ شہید میں ہائے
دربارِ عام میں تو سبھوں کا ہجوم ہے
سیدانیوں میں ہائے حسیناؑ کی دھوم ہے ہائے

راوی بیان کرتا ہے اب یوں بچشم نم
داخل ہوا جو شام میں سب لشکرِ ستم
پہونچی یزید کو خبر آمدِ حرم
بولا حسینؑ پر ہوئے منصور آج ہم
سر طشت میں دکھاؤں گا ابنِ بتولؑ کا ہائے
دربار میں ہو داخلہ آلِ رسولؐ کا ہائے

پہن کے رسیاں لئے اٹھے کئی شقی
آئے حرم کے قافلہ میں جب وہ مدعی
زینبؑ کا بازو گردنِ سجادؑ بندھ گئی
دربار کو چلے حرمِ دلبرِ نبیؐ
پھر کیا تھا مومنو جو یہ تازہ غضب تھا
رک رک کے دم سکینہؑ کا نکلے عجب نہ تھا ہائے

پاسِ یزید آیا حرم کا جو کارواں
اغلب تھا جان دخترِ حیدرؑ کی ہو رواں
دیکھا یزید نے جو سکینہؑ کو ناگہاں
پوچھا یہ کون ہے تو کیا شمر نے بیاں
بیٹی ہے یہ جنابِ شہِ مشرقین کی
بالی سکینہؑ ہے یہی دخترِ حسینؑ کی ہائے

حاکم نے سر ہلا کہ کہا ہاں یہی حسینؑ
منھ پیٹ کر پکارا فرنگی بہ شور و شین
غارت کرے شتاب تجھے ربِّ مشرقین
مرکات کر حسینؑ کا کھویا علیؑ کا چین
اے اہلِ شام کیوں یہی مذہب تمہارا ہے ہائے
نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسے کو مارا ہے ہائے

ظالم پکارا جلد سر اس کا کرو جدا
رسوا کرے گا روم میں مجھ کو یہ جا بجا
شیرانہ جست کر کے فرنگی نے دی ندا
رسوا خدا کرے گا میں رسوا کروں گا کیا
سید کا خون کر کے کہاں چھپ کے جائے گا ہائے
محشر میں فاطمہؑ سے کہاں منھ چھپائے گا ہائے

پھر دوڑ کر حسینؑ کے سر کو اٹھا لیا
اور کلمہ پڑھ کے سینہ سے اپنے لگا لیا
جلاد نے کمر سے وہیں تیغ کھینچ لیا
عابدؑ کا اختیار نہ تھا سر جھکا لیا
آیا کسی کو پاس نہ اس بے گناہ کا
تن پرزے پرزے کر دیا غمخوارِ شاہ کا ہائے

جب تن سے اس جری کے ہوا خوں بہت رواں
غش ہو کے خاک پر گرا آخر وہ خستہ جاں
پر یا حسینؑ کہتا تھا وہ حیدری جواں
سرور کے سر کو دیکھ کے کرتا تھا یہ فغاں
فدیہ ترا میں اے شہِ عالم پناہ ہوں

پوچھا یزید نے کہ پدر تیرا کیا ہوا　بولی سکینہؑ جانبِ دربارِ حق گیا
ہوتے پدر جو زندہ تو بندھتا مرا گلا　یوں سر برہنہ آتی میں بلوے میں بے ردا ؎

اک جان سو طرح کی بلا و عنا میں ہے
وارث ہے ایک بھائی سو قیدِ جفا میں ہے ؎

بولا یزید دل میں ترے آرزو ہے کیا　بولی سکینہؑ سر مجھے دکھلا دے باپ کا
القصہ کھل گیا رسنِ ظلم سے گلا　طشتِ طلا دکھا کے یہ حاکم نے دی صدا

آلودہ خاک سے ہے تو خوں سے بھرا ہوا
لے اس میں تیرے باپ کا سر ہے دھرا ہوا

پر شرط ہے اٹھا کے نہ سر کیجیو تو بین　آپ ہی سے آئے گود میں تیرے سرِ حسینؑ
سرپوش کو اٹھا کے پکاری وہ نورِ عین　اے فاطمہؑ کے راحتِ جاں مصطفیٰؐ کے چین

چھونے کو سر کے حکم نہیں غم کی ماری ہوں
آجاؤ میری گود میں گر تم کو پیاری ہوں

دیکھا سبھوں نے کانپ گیا سر حسینؑ کا　بولا سکینہؑ لاڈلی تم پر سبھی میں فدا
پھیلاؤ ہاتھ آتا ہوں میں غم کا مبتلا　یہ کہہ کے اٹھا طشت سے فرقِ شہِ ہدا

کانپی زمین تختِ ستمگر الٹ گیا
بیٹی سے آن کر سرِ سرور لپٹ گیا

منہ رکھ کے منہ پہ بولی سکینہؑ کہ یا حسینؑ　بعد آپ کے ملا نہ ہمیں ایک لحظہ چین
پہنائے تھے جو آپ نے گوہر بزیبِ زین　اُن کے لیے یہ ظلم ہوا شاہِ مشرقین

شمرِ لعین نے چھین کے یہ حال کر دیا ؎
مارے طمانچے نیلے مرے گال کر دیا ؎

کیا کیا نہ بعد آپ کے ہم پر ہوئی جفا　کھائے طمانچے شمر کے مابینِ کربلا ؎
آئی جو شام میں تو بندھا ننھا سا گلا　معصوم میں جو تھی تو نظر گز نہ وہ ٹھا

بلوا لو پاس صدمے اُٹھائے نہ جائیں گے ؎
اب تو طمانچے شمر کے کھائے نہ جائیں گے ؎

رونے لگے بیانِ سکینہؑ پہ اہلِ شام　حاکم نے تب پہ شمر سے ہنس کر کیا کلام
دربار میں ہے اس گھڑی انبوہِ خاص و عام　ایسا نہ ہو کہ بر سر پر خاش ہوں عوام

صدمے ہیں ایک ایک کے جانِ ملول پر
واللہ جائے رحم ہے آلِ رسولؐ پر

کیا دیکھتا ہے چھین لے فرقِ شہِ ہدا　اٹھا یہ سن کے قاتلِ دلبندِ مصطفیٰؐ
بولا سکینہؑ باپ کے سر سے ہو اب جدا　بس بس بیانِ حال جو ہونا تھا ہو چکا

اب پھر وہی الم ہے وہی ننھی جان ہے ؎
اب پھر وہی گلا ہے وہی ریسمان ہے ؎

یہ کہنا تھا کہ سہم گئی سشر کی گلعذار　　بولی ابھی تو آئے ہیں بابا سے نامدار
ظالم خدا کے واسطے کر نہ سے مجھ کو پیار　　یہ سنتے ہی غضب میں بڑھا شمر نابکار

دھڑکا دلِ حزیں کو ہوا سانس اٹک گئی
بابا کے سر سے خوف کے مارے لپٹ گئی

آیا قریب شمر تو بھاگی وہ دلِ حزیں　　زینب کے پاس آکے وہ حضرت کی نازنیں
چلائی سوئے عابدِ بیکس وہ مہ جبیں　　بھیا چھپاؤ جلد کہ آتا ہے اب لعیں

ہرگز نہ مانیگا وہ ہزار اب بکا کروں
سجاد بولے ہاتھ بندھے ہیں میں کیا کروں

اتنے میں شمر آلِ نبی تک پہونچا قریب آہ　　چاہا کہ تازیانہ لگائے وہ روسیاہ
ناگاہ دیکھی سب نے عجب قدرتِ اِلٰہ　　اک پنجہ آشکار ہوا آکے مثلِ ماہ

آئی صدا کہ دیکھ اٹھانا نہ ہاتھ کو
دونگا ابھی الٹ ورق کائنات کو

مارے بہت طمانچے کہاں تک بیاں کیا　　شیرِ خدا کو بھولا تھا وہ دشمنِ خدا
پوتی کو میری اب تو طمانچے لعین لگا　　یہ سن کے وہ لعین تو غش کھا کے گر پڑا

بولی سکینہ قیدِ الم سے چھڑا لیا
صدقے میں دادا جان کے مجھ کو بچا لیا

زینب بھی اس طرح سے کہا پھر تو رو دو　　بیٹی کی کچھ خبر بھی ہے یا شاہِ تشنگی
جو تھا حسین بیٹا سے تھے حضرت نے [illegible]　　سو دیکھو وہ ہی بازو ہے رسن بستہ [illegible]

مر جاؤں اب دعا یہ ربِ علا کرو
مشکل کشا پدر مرے عقدہ کو وا کرو

بابا حسین کہتے جب کہاں تھے تم　　اہلِ حرم کا خیمہ جلا جب کہاں تھے تم
اتری ہمارے سر سے ردا جب کہاں تھے تم　　لوٹا تمہارا قید ہوا جب کہاں تھے تم

بابا عجب طرح کی بلا میں پڑی ہوں میں
دربار میں لعیں کے کھلے سر کھڑی ہوں میں

رن میں جب بالوں سے سکینہ کی سواری آئی　　لاش اکبر پہ وہ کرتی ہوئی [illegible] آئی
اٹھو اے لال یہ مشتاق تمہاری آئی　　دیکھو کس شان سے یاں ہی تمہاری آئی

سوز

[illegible] ہے نہ محمل نہ عماری بیٹا
سر کھلے [illegible] میں ہے اماں تمہاری بیٹا

دیا دشنام جو [illegible] حرم تمام آئے　　بھا سا و نٹوں کی تمام ہوئے [illegible]
[illegible] زباں پہ حضرت زینب کے یہ کلام آئے

سوز

[illegible] مشرقین کو مارا
سیاہ بخت شام نے بھائی حسین کو مارا